سلسلہ
اشاعت
نمبر 21
تاریخ تعمیرِ کعبہ
تصنیفِ لطیف
حضور مفسرِ اعظم پاکستان شیخ القرآن و الحدیث
دامت برکاتہم العالیہ
الحاج پیر مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی
انچارج شعبہ نشر و اشاعت
محمد عمیر احمد اُویسی
ناشر: بزمِ فیضانِ اُویسیہ
G.154 اُویسی یونائیٹڈ کمپیوٹر
جیلانی سینٹر میری ویدر ٹاور کراچی
0323-2117890-99)(0321-3309750-59

تاریخ تعمیر کعبہ

تصنیف : فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنّت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہﷺ

الحمدللہ علیٰ فضلہٖ واحسانہٖ،اس رسالے میں پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت شیخ الحدیث والقرآن، محدث ِ وقت حضرت علامہ ابو الصالح پیر مفتی محمد فیض احمد اُویسی مدظلہ العالی فرمارہے ہیں ۔آپ نے اس دورِ پرفتن میں ''5000'' کے قریب کتابیں تحریر فرمائیں جن میں نصف سے زائد غیر مطبوعہ ہیں۔

زیرِ نظر رسالہ ''تاریخ تعمیر کعبہ'' بزمِ فیضانِ اُویسیہ کی اکیسویں پیشکش ہے مولا اسے اپنی بارگاہ میں مقبولیت کا شرف بخشے مصنف استاذی وسندی کو اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ لبیبﷺ کے طفیل صحت وعافیت کے ساتھ اجر عظیم عطا فرمائے کہ مجھے اس قابل سمجھ کر اشاعت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آمین بجاہِ طٰہٰ ویٰسین

ناظمِ اعلیٰ وسگِ درگاہِ اُویسی

محمد نعمان احمد اُویسی

حضور مفسرِ اعظم پاکستان کے بارے میں
جیدِ علماء کرام کے تاثرات

(محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز پی ایچ ڈی کراچی یونیورسٹی)

بہاولپور کے بقیۃ السلف علماء میں سے مشہور مناظر، مدرس، محدث، مفسر اور کتب عدیدہ کے مترجم و شارح حضرت علامہ فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم العالیہ کی علمی خدمات کا اعتراف ہر صاحب علم کی زبان و نوک قلم پر ہے۔ پاکستان میں فکر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فروغ احیاء کے لئے حکیم محمد موسیٰ امرتسری و پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کے علاوہ جن چند بزرگوں کے نام لئے جاسکتے ہیں ان میں حضرت علامہ فیض احمد اُویسی سرفہرست ہیں۔ بریلوی مسلک کی اشاعت میں حضرت کا حصہ بہت نمایاں ہے اور وہ اس میدان میں اپنے ہم عصروں کو بہت پیچھے چھوڑ گئے ہیں گو کہ انہیں کراچی اور لاہور کے ادارہ ہائے امام احمد رضا کی سرپرستی اور معاونت حاصل نہیں رہی اور نہ انہیں بہاولپور جیسے چھوٹے سے شہر میں بڑے شہروں کے سے مالی وسائل حاصل ہوسکے مگر اس کے باوجود انہوں نے تصنیف و تالیف و نشر و اشاعت کا جو کام انجام دیا ہے۔ وہ بڑے بڑے اداروں سے بڑھ کر ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات میں خود ایک ادارہ ہیں۔ مطبوعہ اور ہزاروں غیر مطبوعہ تحریریں ان کی زندگی کے ایام کے کسی خاص مشن کے لیے وقف ہونے کا خود منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ملک بھر میں جتنے تلامذہ ان کے ہیں شاید ہی کسی اُستاد کے ہوں۔ بریلویت کے دفاع کے جو گُر اپنے شاگردوں کو دورۂ ہائے تفسیر و حدیث میں سکھاتے ہیں وہ کسی اور کے پاس نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مناظرہ کے میدان میں انہی کے تربیت یافتہ علماء کو تلاش کیا جاتا ہے۔ ان کی تحریروں میں اعلیٰ حضرت کا رنگ جھلکتا ہے۔ وہ تفسیر لکھ رہے ہوں یا تقریر فرما رہے ہوں، منطق کا کوئی مسئلہ سمجھا رہے ہوں یا صرف و نحو کے قواعد کی تشریح فرما رہے ہوں مخالفین کی خبر ساتھ ساتھ لیتے جاتے ہیں چنانچہ مخالف لوگ ان کے اس مخصوص انداز کی بات پر انہیں وقت کا احمد رضا تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت علامہ فیض احمد اُویسی اپنی حیاتِ مستعار کے آخری سرے پر کھڑے ہیں اور دل میں یہ آرزو رکھتے ہیں کہ وہ اپنے جیتے جی اپنی تمام تحریری کاوشوں کو مطبوعہ صورت میں دیکھ سکیں۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، مرکزی مجلس مکتبہ رضویہ، دار العلوم امجدیہ اور دیگر بریلوی نشر و اشاعت کے اداروں کو ان کی اس آرزو کی تکمیل میں بھرپور تعاون کرنا چاہیے اور نئے نئے لکھاریوں کی تلاش و جستجو کی بجائے اس کہنہ مشق محقق کے تمام مسودات حاصل کر کے ان کی فی الفور اشاعت کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! فقیر نے ''تاریخ تعمیر کعبہ'' پر ایک مختصر رسالہ لکھا پچھلی تمام اشاعت کی طرح ''بزمِ فیضانِ اُویسیہ'' نے اس کی بھی ذمے داری قبول کی اور الحمدللہ پچھلے تمام دیئے گئے مسودے کی اشاعت کر کے انہوں نے دینِ متین کی خوب خدمت کی ہے۔

اس کی اشاعت کے لئے ''بزمِ فیضانِ اُویسیہ'' کو تحفہ دیا۔ مولیٰ عزوجل ان عزیزوں کو دوسرے رسائل کی طرح اس رسالہ کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور میرے لئے اور ان کے لئے توشہ راہ آخرت ہو۔

آخر میں دعا ہے کہ ان عزیزوں کو اللہ تعالیٰ دارین کی فلاح و بہبودی بخش کر ان کے لئے اور میرے لئے توشہ آخرت اور اس رسالہ کے قارئین کے لئے مشعلِ راہ بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم و اصحابہ و اولیاء امّتہ وعلماء مِلّتہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور (اُویس نگر) پاکستان

۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ (بروز اتوار قبل صلوٰۃ الظہر)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

الحمد اللّٰہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لانبی بعدہ'

اما بعد! کعبہ اس کمرہ کا نام نہیں کہ جس پر سیاہ غلاف ہے بلکہ وہ ایک حقیقت تجلّی وحق مخفی ہے۔ جس کا یہ ظاہری کعبہ مظہر ہے اور تجلّیِ حق کا اظہار نبی پاک ﷺ یوں ہیں کہ تخلیق ارض وسموٰت سے پہلے پانی ہی پانی تھا جس پر عرش الٰہی تھا اور بس۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ زمین بچھاؤ لیکن اس کا آغاز نورانی جھاگ کے بلبلہ سے کرو۔ جو اس وقت پانی کے اوپر نمایاں طور پر چمک رہا تھا۔ وہ بلبلہ حضور اکرم، نورِ مجسم، آقا نامدار، رحمۃ اللعالمین ﷺ کا بشری خمیر اقدس تھا۔ وہ اسی مقام پر تھا جہاں یہ کعبہ معظمہ کا کمرہ ہے۔ تفصیل کیلئے فقیر کی تصنیف ''محبوب مدینہ'' (مطبوعہ) کا مطالعہ فرمائیے۔

اس سے ثابت ہوا کہ کعبہ معظمہ کی عظمت بواسطہِ مصطفےٰ ﷺ ہے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حضور نبی پاک ﷺ کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ ''کعبے کا کعبہ'' میں ہے جو کہ مطبوعہ ہے۔

تاریخ کعبہ پر فقیر کی ضخیم تصنیف ہے اب بڑی کتابیں پڑھنے والے دنیا سے اُٹھتے جا رہے ہیں یہ اس کا ایک خلاصہ ہے۔ جسے بزمِ فیضانِ اُویسیہ نے شائع کرنے کا شوق ظاہر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فقیر کی سعی اور اراکین کا شوق پورا فرمائے' اسے فقیر و اراکین کے لئے توشہ آخرت اور اہلِ اسلام کے لئے مشعل راہ بنائے۔ (آمین)

فضائلِ کعبہ

اس کعبہ کے ظاہر کے فضائل میں احادیث مبارکہ بکثرت ہیں۔ منجملہ ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا

من نظر الی الکعبتہ ایمانا و تصدیقا خرج من خطایاہ کیوم و لدتہ امہ

جس نے کعبہ کو ایمان وتصدیق کی حالت میں دیکھا گناہوں سے پاک ہوگیا۔ جیسے نومولود بچہ

(۲) جس نے کعبہ میں ایک ماہ کا روزہ رکھا ایسا ہے جیسے ایک لاکھ روزے رکھے۔ کعبہ میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ایک نماز کے بدلے ہے کعبہ کا دیکھنا ایسا ہے جیسے غیر کعبہ میں ایک سال اس نے عبادت کی ہو۔

فائدہ

ہم سب کا قبلہ بظاہر یہی کمرہ ہے۔ جس کے چارسُو ہم اس کی جانب نماز ادا کرتے اور حج وعمرہ کے لئے طواف کرتے ہیں گویا یہ ہمارے اصل قبلہ کا لباس ہے جو بار بار بدلا اسی کعبہ کے ظاہر کے لئے ہے کہ وہ اولیاء کرام کی زیارت کے لئے جاتا ہے اگر یہ نہ ہو تو اس کا معنی یہ ہوا کہ قبلہ ہونا ختم بلکہ قبلہ اسی جگہ کا نام ہے۔ جس کا یہ ہی کمرہ لباس ہے۔ اسی لئے ''ردالمحتار'' اور ''درمختار'' اور دیگر فتاویٰ کی کتابوں میں تصریح ہے کہ یہ کمرہ کہیں چلا جائے یا ختم ہو جائے تو ہمارا قبلہ وہی جگہ ہے جہاں یہ کمرہ نصب ہے اس سے ثابت ہوا کہ بظاہر جس کا نام کعبہ ہے وہ پتھروں وغیرہ سے تیار ہوا اور مختلف ادوار میں مختلف اشیاء سے بنایا گیا اور ظاہر ہے کہ ان تمام اشیاء کے حضور سرورِ عالم قبلہ وکعبہ اور مرشد حق اور نبی مرسل ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ

ارسلت الی الخلق کافتہ

میں تمام مخلوق کا رسول ہوں

فیصلہ

کعبہ کے ظاہر کی جملہ اشیاء فرداً مجموعی طور پر انسانوں کی تیار کردہ ہیں لیکن انہیں شرف ملا کیونکہ وہ کعبہ کے باطن سے منسوب ہیں اور باطنِ کعبہ کے کعبہ بھی حضور ﷺ ہیں تو کعبہ کے ظاہر کے بطریق اولیٰ کعبہ ہوئے۔

کعبہ کا باطن

کعبہ کے ظاہر کی جگہ کعبہ کا باطن ہے اور کعبہ کے باطن کو یہ سعادت یوں نصیب ہوئی اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو فرمایا کہ اس نے حکم ربانی

انبیتا طوعا او کرھا

(پارہ ۲۴ سورہ ن ۱۴)

آؤ خود بخود یا مجبور ہو کر۔

تو زمین کا یہ ٹکڑا اس کے بالمقابل آسمان کا ٹکڑا بولا

انتینا طائعین

(پارہ ۲۴ سورہ ن ۱۴)

ہم فرمانبردار ہو کر حاضر ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ شرف بخشا کہ تا قیامت اس کی تعظیم وتکریم ہوتی رہے گی اور اُسی وقت سے ہی اس کی حفاظت کا سلسلہ شروع کیا گیا چنانچہ تفاسیر میں ہے کہ یہ کعبہ سب سے پہلے فرشتوں نے موتیوں سے بنایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی بنیاد پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نشان لگایا اور اپنا پَر مار کر تحت الثریٰ تک بنیاد قائم کی اور اس میں کوہِ لبنان، کوہِ طور، کوہِ جودی، کوہِ حرا، کوہِ زیتا کے پتھر فرشتوں نے بھرے اور بیت اللہ شریف کی تعمیر میں تین پہاڑوں کے پتھر استعمال کئے گئے یعنی کوہ ابوقبیس، کوہ حرا، کوہ درقان۔ بیت اللہ شریف کی تعمیر کی ابتدا یکم ذیقعدہ کو ہوئی اور ۲۵ ذیقعدہ کو مکمل ہوئی۔

1) کعبہ معظّمہ کو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا اور وہ عمارت طوفانِ نوح علیہ السلام تک قائم رہی۔ طوفان میں وہ عمارت تو منہدم ہو گئی مگر حجرِ اسود کو جبریل علیہ السلام نے جبل ابوقبیس (قریب کعبہ شریف) میں بحفاظت رکھ دیا تھا۔ طوفان کے ختم ہونے کے بعد کعبہ مکرّمہ کے مقام پر ایک سرخ رنگ کا ٹیلہ نمودار ہو گیا تھا۔

2) حضرت آدم علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کے بیٹوں نے چند پتھر جمع کر کے مکان تیار کیا۔

3) انہی بنیادوں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ ملا کر کعبہ مکرمہ کو بنایا جس پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کام کرتے تھے وہ ابھی تک وہاں موجود ہے جسے مقامِ ابراہیم کہتے ہیں۔ یہ مقام حضور سرورِ عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں کعبہ مکرمہ کے متصل تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی وہیں رہا لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تنگی مطاف کی وجہ سے اسے وہاں سے اُٹھوا کر اس کی پہلی جگہ پر رکھوا دیا۔ جب

سے آج تک اسی جگہ پر ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے بتانے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجر اسود کو رکن شرقی میں رکھ دیا۔

4) ایک پہاڑی کے نالہ کے پانی کی وجہ سے وہ عمارت بھی گر گئی تو قبیلہ جرہم نے اسے جوں کا توں بنا دیا۔

5) وہ عمارت بھی گر گئی تو قوم عمالیق کے ایک قبیلہ بنی حمیر نے تعمیر کیا۔

6) قصیٰ بن کلاب نے اسے بنایا اور اس پر غلاف سیاہ ڈالا۔ یہ عمارت آنحضرت ﷺ کی دس بارہ برس کی عمر تک قائم رہی اُس وقت ایک عورت پردہ کے پاس کھڑی ہوئی بخور جلا رہی تھی کہ پردہ میں آگ لگی اور تمام عمارت جل گئی۔

7) پھر اہل قریش نے خانہ کعبہ کو بنایا اور وہی صورت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک قائم رہی یعنی دائرہ مطاف ہی حدِ حرم تھا اور آمد و رفت باب بنی شیبہ سے ہوتی تھی۔ جسے اب ''باب السلام'' کہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۱۷ھ میں مطاف کے اردگرد کے مکان لوگوں سے مول لے کر صحن بڑھا دیا اور اس کے اردگرد قدِ آدم کے برابر دیوار کھڑی کر دی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اور مکان خرید کر صحن کو اور بھی کشادہ کیا۔

8) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد میں بدستور قدیم خانہ کعبہ کو بنایا اور حطیم کی زمین کو پھر اندر لے لیا اور دو دروازے زمین کے برابر بنا کے بھرت کو اندر سے نکال دیا۔ ۲۷ رجب ۶۴ھ کو یہ عمارت تیار ہو چکی اور حرم کے اردگرد کے مکان خرید کے مسجد الحرام میں شامل کر گئے۔

9) اُن کے بعد بنی اُمیہ کا دور ہوا۔ حجاج بن یوسف کے نائب عبدالملک بن مروان نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی عمارت کو ناپسند کرتے ہوئے دوبارہ قریش کے طرز پر بنا دیا۔ مشرق کی طرف صرف ایک دروازہ رکھا اور اندر سے قدِ آدم بھرت کر کے دروازہ کو اونچا کر دیا اور چھت اور کواڑ ساج کی لکڑی کے بنائے اور حطیم کی زمین کو باہر کر دیا۔ یہ تعمیر ۷۴ھ میں ہوئی۔ پھر ولید بن عبدالملک نے صحن کو بڑھایا اور ۱۶۹ھ میں اس کی تعمیر ختم ہوئی۔ پھر معتضد عباسی نے صحن کو بڑھایا اور محلّہ دار الندوہ کو حرم میں داخل کر کے ایک دروازہ قائم کیا جس کا نام باب الزیارہ رکھا۔ چنانچہ یہ تعمیر حجاج بن یوسف کے عہد سے سلطان مراد خان بن احمد خان (سلطانِ روم) کے عہد تک قائم رہی۔

10) سلطان مراد خان اوّل کے زمانہ میں بابِ ابراہیم کے قریب ایک رباط میں آگ لگی اور سارا حرم جل گیا تو سلطان ممدوح نے از سرِ نو تعمیر کرایا سوائے اس گوشہ کے کہ جس میں حجر اسود ہے حجاج بن یوسف کی بنیاد کے مطابق بنا دیا۔ فرش اور دیواروں میں سنگِ مرمر لگایا اور دیواروں پر آیاتِ قرآنی خوشخط کندہ کرائیں اور اندرون کعبہ مکرّمہ دو ستون صندل کے بہت موٹے خوب صورت بیل بوٹے سے منقش کر کے لگوا دیئے اور دونوں طرف کی دیوار عرضی تک ان دونوں صندل کے ستونوں پر ہوتا ہوا ایک چاندی کا لٹھا ڈھلا ہوا رکھا جو دو فٹ گول تھا اور اس میں بہت موٹی موٹی چاندی کی زنجیریں لٹکا دی تھیں جن میں سونے کے ظروف اور مثل عود سوز اور روشنی کے لٹکتے تھے۔

ساج کی لکڑی کے کواڑوں پر چاندی کے پترے چاندی کی کیلوں سے جڑے ہوئے تھے اور سب پر سونے کا ملمع تھا اور چھت پر ایک پرنالہ گز بھر لمبا ایک بالشت چوڑا سونے کا لگا ہوا تھا جسے ''میزابِ رحمت'' کہتے ہیں اور قرآنی آیات

بھی اس پر کندہ تھی اس پرنالہ کا پانی حطیم کے ایک سیاہ پتھر پر پڑتا جس کے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا مزار ہے۔ کعبہ کی دیواریں باہر سے سنگ سرخ اور چونے کی تھیں۔ بیرونی دیواروں سے ملا کر کعبہ معظمہ کے اردگرد سنگِ مرمر کا فرش تھا جسے مطاف (طواف کی جگہ) کہتے ہیں۔ حطیم میں بھی جو مطاف سے ملی ہوئی ہے سنگ مرمر لگا تھا اور حطیم کے گرد بھی سنگ مرمر کی دیوار بشکل نصف دائرہ بلندی میں آدمی کے سینہ تک اور آثار (حطیم کی گولائی ایسی جیسا کہ اُس نے ادب سے ہاتھ باندھے ہیں اور اسی کے اُوپر میزاب رحمت ہے جو مدینے شریف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بقول اعلیٰ حضرت کے "میری آنکھوں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو") میں ایک ہاتھ بناتی ہے۔ اور اس دائرہ کی دونوں طرف دیوارِ کعبہ سے ملے ہوئے آمدورفت کے دروازے ہیں۔

وہ دروازہ جو ابتداء حدِ مطاف تھا جسے اب 'باب السلام' کہتے ہیں تمام سنگ مرمر کا ہے دو پایوں پر ایک محراب بہت بڑی اور خوشنما رکھی ہوتی ہے اس میں کواڑ نہیں ہیں۔ باب السلام کے پاس ایک منبر بہت ہی شاندار اور عجیب خوبی کا بلکل سنگ مرمر سے بنا ہوا تھا جس میں ۲۱ سیڑھیاں چار چار فٹ لمبی اور ایک ایک فٹ چوڑی ہیں اوپر کی سیڑھی لمبائی کے مربع ہے اور ہر سیڑھی کے دائیں بائیں ایک دیوار ایک ہاتھ اونچی بطور کٹہرے کے ہے۔ اوپر کی سیڑھی پر ایک گنبد ہے اور نیچے کی سیڑھی کے پاس دروازہ مع کواڑوں کے ہے۔ اس پر خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ یہ منبر ۳۱ برس میں بڑی کاریگری سے بنایا گیا ہے یعنی ہمیشہ دن کے بارہ بج کر ۲۰ منٹ پر خطبہ پڑھا جاتا ہے چاہے کوئی بھی موسم ہو۔ اس وقت اس چھتری یعنی گنبد کا سایہ خطیب پر ہوتا ہے۔ کیا مجال جو اس پر ذرا بھی دھوپ پڑ جائے۔ اللہ اکبر کیا صنعت ہے، ہم روضہ تاج گنج کے کتبہ پر عش عش کرتے تھے کہ جیسا حرف برابر کا پڑھا جاتا ہے۔ ویسا ہی تین سو فٹ بلندی سے پڑھا جاتا ہے۔ یہ اُس سے بھی بڑھ گئی کہ اُستاد نے وقت اور سورج کی رفتار کو قبضہ میں کیا ہے۔ سُبحانَ اللہ۔

اس منبر کے قریب ہی مقامِ ابراہیم تھا یعنی جس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کو بنایا ہے وہ یہاں پر ایک صندوق میں رکھا ہوا ہے اور زمین پر سنگِ مرمر کا حوض بنا کے صندوق کو اِس میں اتار دیا ہے اور حوض کے چاروں کونوں پر چار چوبی ستون کھڑے کر کے اوپر لکڑی کا گنبد بنایا ہے۔ جس کی چھت پر لاجوردی منقش کام ہے اور چھت شیشے کی ہے اور چاروں دروں میں چار پٹیاں جالی دار ہشت دھات کی لگی ہوئی ہیں۔ مقام ابراہیم کے قریب ہی چاہ زمزم ہے۔

میدان مطاف کے گرد بطور حد کے ۳۸ ستون ہشت دھاتی ڈھلے ہوئے ۸ کھڑے کر دیئے ہیں اور ہر ستون کے دوسرے ستون تک اوپر کے سروں پر لوہے کی سلاخیں لگا دی ہیں۔ جن پر دو دو ستونوں کے درمیان سات سات ہانڈیاں روشنی کے لئے آہنی کنڈوں میں لٹکتی ہیں یہ ستون ظاہر کرتے ہیں کہ پہلے حدِ حرم یہیں تک تھی۔

ان ستونوں سے ملا ہوا باہر کی طرف چبوترہ سنگ مرمر کا ہے۔ جس کے اوپر سنگِ مرمر کا فرش ہے۔ اس کی چوڑائی مطاف کے برابر، اُونچائی تین طرف ایک بالشت چوتھی طرف جدھر کعبہ معظمہ کا دروازہ ہے برابر صحن مطاف کے ہے یہ چبوترہ بتاتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہاں زمین بڑھائی تھی اسی چبوترہ پر چاروں (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) مصلّے ہیں۔

حنفی مصلّے پر دو دالان آگے پیچھے تین محرابوں کے تھے اور تمام محرابیں 9 ہیں اور کعبہ معظمہ کی طرف کھلتی تھیں اور دالان کے دائیں بائیں جانے کا ہر دالان کے ایک ایک محراب دونوں طرف کے صحن کی جانب کھلتا ہے۔ ہر ایک دالان میں علاوہ امام دو دو صفیں بیس بیس آدمیوں کی کھڑی ہو سکتی تھیں یہ مصلیٰ دو منزلہ تھا اُوپر کی منزل پر ایک وسیع کمرہ تھا۔ اس میں بھی جماعت کی صفیں ہوتی تھیں امام کے اوپر چھت کٹی ہوتی تھی جس میں آہنی جنگلہ لگا ہوا ہے اس جنگلہ سے امام کی آواز سن کر اوپر کے مکبّر جو تین ہوتے تھے تکبیر کہتے تھے۔ پہلے ابوجہل کی کچہری یہاں ہوتی تھی اس کی رہائش گاہ حرم کے باہر تھی وہاں اب ساکنان حرم کا استنجا خانہ ہے اس کے مکان کی مرمت ہوتی رہتی تھی وہ اپنی قدیم صورت پر رکھا ہوا تھا اور زمانہ جہالت میں جو بت کعبہ میں رکھے ہوئے تھے وہ توڑ پھوڑ کر ادھر ہی دروازہ حرم شریف پر بطور سیڑھیوں کے اوندھے ڈال رکھے ہوئے تھے۔ لوگ ان پر جوتے پہن کر گزرتے تھے۔ باقی مصلّوں کی صورت یہ ہے کہ چار چار ستون پتھر کے ایک مربع ٹکڑے کے چاروں کناروں پر کھڑے ہیں اور اس پر لکڑی کا خوبصورت اور دل آویز سانچہ گنبد کی طرح رنگ برنگی چمک رہا تھا۔ ہر ایک مصلّٰی پر سوائے امام کے آٹھ آٹھ آدمیوں کی دو دو صفیں ہو سکتی تھیں۔ اس چبوترہ کے اس طرف وہ زمینیں ہیں جو بعد میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کعبہ میں ملائیں مگر انہیں کوئی علامت نہیں بتائی گئی کیونکہ جہاں جس کو جتنی زمین میسر ہوئی اس نے ادھر ہی سے تعمیر کعبہ کی۔

واضح ہو کہ چاروں طرف جہاں خانہ کعبہ میں زمین مربع پائی گئی اُس کو صحن قرار دیا اُس حد پر دالان در دالان ایک بالشت کرسی کے بنائے تھے اور کہیں تین تین اور چار چار دالان بھی۔ یہ سارے ستون ایک ہی قسم کے یکساں ہیں بلندی ۱۵ فٹ اور موٹائی ۲ فٹ کے قریب ہے۔ اور محرابیں بھی ۱۵ فٹ اونچی ہیں پس ہر در انتہائے محراب سے بنا ہوا جس سے سینکڑوں خوشنما ستارے چھت پر معلوم ہوتے اور پچھلے دالانوں میں اکثر جگہ حجرے یا کمرے علماء اور طواف کرنے والوں کے لئے ان میں سے اکثر حجرے دو منزلہ اور دونوں منزلوں کے دروازے حرم شریف کے دالانوں کے دروازوں کی طرف تھے تاکہ جماعت کے وقت ہر جگہ کے آدمی وہیں نماز پڑھ لیں یہاں تک کہ جس تعمیر کا ذکر ہوا وہ پہلی تھی۔

اب سلطان المعظم نے حرم شریف کے چاروں طرف دو منزلہ اور سہ منزلہ مدرسے بنوا دیئے ہیں جن کے دروازے باہر کو بھی ہیں اور حرم شریف کی طرف بھی۔ پھر ایک احاطہ حرم کے گرد کھنچوا کے اس میں چالیس دروازے آمد و رفت کے لئے رکھے ہیں۔ اس احاطے کے چاروں کونوں پر محراب النبی اور باب القاضی پر اور باب الزیارہ پر ایک ایک سہ منزلہ مینار اذان کے لئے ہے۔ ان ساتوں میناروں کی ہر منزل پر ایک ایک گز چوڑا حلقہ لگا کے آہنی جنگلہ لگا دیا۔ اس میں قندیلیں رکھنے کی جگہیں بنی ہوئی تھی۔ حرم شریف کی چھت پر سے ان میناروں پر جاتے اور ۲۱ مؤذن ان پر اذانیں دیتے۔ بعہد سلطان سلیم (ترکی سلطان) کی اس تعمیر کا اختتام ۹۸۴ھ ہوا جبکہ اس کا آغاز سلطان مراد (ترکی سلطان) نے ۹۸۰ھ میں کیا۔ یہ آخری تعمیر ہے جو اس وقت تک اہل ایمان کی دیدۂ دِل کو منور کر رہی ہے۔

ترکی سلطان کی وفات کے بعد سلسلہ تعمیر و توسیع اور زائرین کے آرام و آسائش کے اقدامات تیزی سے ہوئے جو تا حال سعودی نجدی اسے آگے بڑھا رہے ہیں۔ نجدی حکومت نے حرمِ کعبہ کی تعمیر و توسیع پر خصوصی توجہ دی اور زائرین

کے آرام و آسائش کا خاص طور پر خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اس مقدس گھر کی زیارت کی توفیق بخشے۔ (آمین)

آج کل بھی حرمِ مقدس کی توسیع پر ایک بڑے منصوبے کے تحت کام ہو رہا ہے۔ چند سال قبل خانہ کعبہ کا سونے کا دروازہ بنوانا سعودی عرب گورنمنٹ کے لیے بڑے اعزاز کی بات تھی۔

خانہ کعبہ کا سونے کا دروازہ پاکستانی کاریگروں کی زیرِ نگرانی تعمیر ہوا۔ یہ بات سعودی عرب سے آنے والے ایک پاکستانی ملک اطہر حسین نے بتائی۔ جنہوں نے خانہ کعبہ کے دروازے کی تعمیر میں خدمات بلا معاوضہ انجام دیں۔ انہوں نے بتایا کہ تقریباً چار سو سال بعد خانہ کعبہ کا دروازہ مرّمت کر کے دوبارہ لگایا جانا تھا۔

۱۹۷۹ء میں سعودی حکومت نے خانہ کعبہ کے دروازہ کی مرمت اور سونے کا کام ایک سعودی ''سام'' نامی عربی کو سونپا۔ سام کو ایسے کاریگر کی تلاش تھی جو اس بامقصد اور ذمہ دار خالص مذہبی فریضہ کو انجام دے سکے اس تلاش میں انہوں نے ملک اطہر حسین کا انتخاب کیا۔ ملک اطہر نے بتایا کہ خانہ کعبہ کا دروازہ جو کہ ''ملتزم'' کہلاتا ہے اور اس کے اندر کی سیڑھیاں اور دوسرا دروازہ جو کہ کعبہ میں داخلہ کے وقت استعمال ہوتا ہے۔ اس پر تقریباً ۲۶۵ من سونا چڑھایا گیا۔ اندر کی سیڑھیاں بھی سونے کی بنی ہوئی ہیں جبکہ ملتزم پر سونے اور وہائٹ گولڈ سے نقش و نگار کا کام کیا گیا ہے۔ دروازہ پر نقش و نگار مشینوں اور ہاتھ سے بنائے گئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس کی نگرانی میرے ذمہ تھی۔ اور اس میں کئی ملکوں کے کاریگر حصہ لیئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ جب یہ دروازہ تیار ہو گیا اور اپنی جگہ لگایا جانے لگا تو اس پروقار تقریب میں سعودی عرب کے سربراہ اور تقریباً ۱۲ ممالک کے سربراہان اور سفیر موجود تھے۔

نوٹ

اس دور میں جو نجدیوں نے اس بابِ کعبہ کو سونے سے تیار کرایا خوش قسمتی سے بہاولپور (اُولیس نگر) کا ایک کاریگر حاجی محمد اسماعیل صاحب بھی سعادت اندوز ہوئے۔ حاجی صاحب موصوف فقیر کے نہایت ہی محبوب دوست ہیں۔

چند خصوصی واقعات

آخر میں خصوصی واقعات لکھوں تا کہ ناظرین کے ایمان کی تازگی ہو اور اہل ایمان کے قلوب کو سرور و فرحت نصیب ہو۔

حجاج ظالم کا ظالمانہ واقعہ

جب حجاج ظالم مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ اہل مکہ پر نہایت دردناک مظالم ڈھائے گئے اور ۱۷ ہزار لوگ شہید ہوئے۔ پھر حرم پاک میں موجود ۷ ہزار طواف کرنے والوں کو شہید کیا۔ خواتین کی بے حرمتی کی' بچوں کو ذبح کیا اور خانہ کعبہ پر تھوکا اور حجر اسود اکھاڑ کر لے گیا۔ اس دوران میں تین ہفتے تک طواف نہ ہو سکا اور نہ ہی نماز با جماعت کا کوئی انتظام ہو سکا صرف چند حاجی بچ گئے۔ اسلامی تاریخ کے ممتاز مؤرخین نے اس فتنے کو تاریخ کا بہت بڑا فتنہ قرار دیا۔ اس پر بڑے بڑے صالحین اور بزرگ مؤرخین نے ایسے مرثیے لکھے کہ پڑھ کر دِل پھٹ جاتا ہے۔ اسی طرح کے اور ایسے

دوسرے گیارہ فتنے مکہ مکرمہ اور خانہ کعبہ پر گزرے جو المناک سانحے تھے لیکن یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں۔ حجاج بن یوسف نے جلیل القدر صحابی رسول ا حضرت عبد اللہ بن زبیر ﷺ کا تعاقب کر کے کتنی خطرناک غلطی اور جرم کا ارتکاب کیا۔

جعلی مہدی کا قصہ

۱۴۰۰ھ میں ایک شخص ''مہدی'' نے اپنے آپ کو 'مہدی' بتایا۔ تاریخ میں ۲۱ '۲۲ کے قریب مہدی ملتے ہیں۔ انہوں نے طرح طرح کی بدتمیزیاں کیں جس کا نہ کوئی شریعت سے تعلق ہے اور نہ اسلام سے یا ایسے پاگل مراکش' ایران' مصر' عراق' نجد وحجاز' ہندوستان اور افریقہ میں بھی ہوئے جنہوں نے ایسے فتنے پیدا کیے کہ ایک عالم بے وقوف بنا اور ان میں سے اکثر کا تعلق دشمنانِ اسلام سے رہا۔ ۱۲۰۳ ہجری کے رجب کے مہینے میں عین جمعہ کے خطبہ میں مغربی بنگال سے وارد شدہ ایک ''مہدی'' نے اس وقت کے امام حرم الشیخ الحرش کو شہید کر دیا اور اپنے آپ کو ''مہدی'' قرار دیا۔

۱۴۰۰ھ کے مہدی حملہ آور کی تفصیل فقیر کے ''سفرنامہ حج اوّل'' میں ملاحظہ ہو۔

کعبہ معظمہ پر حملہ کی فہرست

ہمارے دور تک کعبہ معظمہ پر مندرجہ ذیل حملے ہوئے ہیں:۔

1) اصحاب الفیل

2) یزید کو جب معلوم ہوا کہ بعدِ شہادت حضرت امام حسین کے ساتھی کعبہ میں پناہ گزین ہیں تو ان کی تلاش میں کعبہ معظمہ پر حملہ کرایا۔

3) حجاج بن یوسف کے حکم پر حضرت عبد اللہ بن زبیر ﷺ کی تلاش میں کعبہ پر حملہ کیا گیا۔

4) ترکوں نے وہابیوں پر حج کی پابندی لگا دی تھی بعض شرائط پر انہیں اجازت ملی تو انہوں نے آتے ہی کعبہ پر حملہ کر دیا۔

5) ہمارے دور میں ۱۴۰۰ھ میں نجد کے بعض وہابی گروہ نے حماس جنہیں سعودیوں نجدیوں نے گرفتار کرا کر سولی پر چڑھایا۔

نوٹ

اس حملہ آوروں میں ایک پاکستانی وہابی بدیع الدین پیر جھنڈر کا بیٹا بھی شامل تھا جسے سولی چڑھانے کے بعد پاکستان پہنچایا گیا۔

کعبہ ڈھادیا جائیگا ...... علم غیب رسول اکرم ﷺ

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا

''یخرب الکعبہ ذوالسوُیقتین''

(بخاری وعینی شرح)

''کعبہ کو ایک حبشی چھوٹی پنڈلیوں والا ڈھائے گا۔''

فائدہ

ایسے ہوگا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور اس کی بہت بڑی تفصیل اور عجیب وغریب واقعات ہیں تفصیل کیلئے دیکھئے فقیر کی کتاب ''قیامت کی نشانیاں'' اور رسالہ ''ھدم الکعبہ'' (کعبہ کا گرایا جانا)

انتباہ

یہ گرانا صرف کعبہ کے کمرہ کا ہوگا ورنہ حقیقت کعبہ کا حال احادیث مبارکہ میں ہے۔ کعبہ کے کمرہ کے مٹ جانے کے بعد بحکم خداوندی ملائکہ اسے دولہن کی طرح سنوار وسنگار کر کے بارگاہِ رسول ﷺ میں مدینہ طیبہ لے جائیں گے یہ حضور نبی پاک ﷺ کے حضور ہدیہ درود وسلام پیش کرے گا (سبحان اللہ)۔ آپ ﷺ اسے فرمائیں گے چلو میدان حشر میں، میں آتا ہوں

فائدہ جلیلہ

شارح بخاری حضرت امام علامہ قسطلانی فرماتے ہیں:۔

" وَلَا خِفَاءَ اِنَّ الْبَيْتَ جَسَد" وَرُوْحُه' الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ "

(زرقانی جلد ۵: صفحہ ۱۹۴)

''اس میں کوئی خفا نہیں کہ کعبہ جسم ہے اور حجرِ اسود کعبہ کی روح ہے۔''

اس لئے دیلمی حضرت انس سے روایت کرتے ہیں:۔

" اَلْحَجَرُ يَمِيْنُ اللّٰهِ فَمَنْ مَسَحُهُ فَقَدْ بَالَعَ اللّٰهُ "

(زرقانی: جلد ۵: صفحہ ۱۹۴)

''کہ حجرِ اسود یمین شہے۔ اس کو ہاتھ لگانا شسے بیعت کرنا ہے۔''

سبحان اللہ جو شرف حضور ﷺ کو عطا ہوا وہ حضرت خلیل علیہ السلام کو نہ ملا، خلیل اللہ علیہ السلام نے جسم کعبہ کو بنایا اور حبیب اللہ نے روح کعبہ کی تعمیر فرمائی۔

کعبہ کے در و دیوار

قیامت میں کعبہ معظمہ کے در و دیوار حج وعمرہ والوں کی گواہی دیں گے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''الحدائق'' اور رسالہ ''التحریر المسجد فی تحقیق الحجر الاسود'' میں۔

درس عبرت

حیرانی ہے کہ توحید کے متانے در و دیوار اور حجرِ اسود کا علم مانتے ہیں لیکن اپنے نبی پاک ﷺ کے لئے شرک کا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔ سچ ہے:۔

" ولکن الوھابیہ قوم لا یعقلون"

نذر عبد المطلب

سیدنا عبدالمطلب نے منت مانی کہ اگر مجھے دَس (۱۰) بیٹے عطا ہوئے تو میں ایک بیٹا راہِ خدا میں ذبح کروں گا جب بیٹے جوان ہوئے تو خواب میں دیکھا کوئی کہہ رہا ہے۔ اے عبدالمطلب! جو تم نے نذر مانی تھی اس کو پورا کرو عبدالمطلب گھبرائے ہوئے اُٹھے اور ایک مینڈھا ذبح کر کے فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیا۔ دوسری رات حکم ہوا کہ جو چیز مینڈھے سے بڑی ہے وہ قربانی کرو خواب سے بیدار ہو کر ایک بیل ذبح کیا۔ تیسری رات حکم ہوا کہ اس سے بھی اکبر ذبح کرو! کہنے والے سے پوچھا: اس سے اکبر کیا چیز ہے؟ اس نے کہا' اپنی اولاد میں سے ایک بیٹا جس کی تم نے منت مانی تھی خواب سے بیدار ہو کر شدید غمگین ہوئے اور ذبح کرنے کا واقعہ اپنی اولاد کو جمع کر کے بتایا اور ایفائے نذر کا عزم ظاہر کر کے اُن سے پوچھا تو ہر ایک نے اپنے آپ کو پیش کر کے آپ کو اختیار دے دیا کہ جس کو چاہو' قربان کریں انہوں نے دَسوں کے نام لکھ کر عرش تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ اے عرش تعالیٰ! اِن میں سے جس کی قربانی تجھے منظور ہے اس کا نام نکال دے اور قرعہ ڈال دیا تو قرعے میں حضرت عبداللہ ﷺ کا نام نکل آیا۔ اگرچہ سب لڑکوں سے زیادہ یہی ان کے نزدیک پیارے تھے مگر وہ اس قدرتی فیصلے کے آگے مجبور تھے تو حضرت عبداللہ ﷺ کے بھائی اور ننھیال مانع ہوئے اور سردارانِ قریش نے بھی منع کر کے کہا کہ اگر آپ نے یہ قربانی کر دی تو آئندہ کے لئے ایک رسم بن جائے گی' جس کے لئے آپ کی یہ قربانی حجت ہوگی۔ اسی لئے اپنے رب سے عذر خواہی کرو۔ اور فلاں کاہنہ جو اس وقت خیبر میں رہتی ہے اُس کے پاس جاؤ۔ اُمید ہے کہ وہ ضرور کوئی بہتر طریقہ بتائے گی۔ جب لوگ اس کے پاس گئے اور اس کو سارا قصہ سُنایا تو اس نے کہا تم لوگوں میں نفس کی دیت (خون بہا کیا ہے؟) کہا گیا:۔

دَس اُونٹ اس نے کہا تم اپنے شہر جا کر دَس اونٹوں اور عبداللہ پر قرعہ ڈالو۔ اگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلے تو دَس اونٹ اور زیادہ کرو پھر بھی اگر عبداللہ کے نام نکلے تو دَس اونٹ اور زیادہ کر دو۔ اِسی طرح دَس اونٹ بڑھا کر قرعہ ڈالتے رہو یہاں تک کہ قرعہ اُونٹوں کے نام آئے اور جب اُونٹوں کے نام قرعہ نکل آئے تو اب سمجھ لینا ہمارا خدا راضی ہو گیا ہے اور اُس نے عبداللہ کے بدلے اس کے اُونٹ کی قربانی منظور کر لی ہے۔ پھر ان کو ذبح کر دینا چنانچہ قرعہ ڈالا گیا اور اس کا آغاز دَس اُونٹوں سے کیا پھر ہر دفعہ دَس دَس بڑھاتے گئے اور حضرت عبدالمطلب صبر کے ساتھ عرش تعالیٰ سے دعا کرتے رہے۔ نوے (۹۰) اُونٹ تک نام حضرت عبداللہ ﷺ کا ہی نکلتا رہا۔ جب اُونٹوں کی تعداد سو (۱۰۰) ہو گئی تو اُونٹوں کا نام نکل آیا لوگوں نے کہا اب خدا راضی ہو گیا' فرمایا! خدا کی قسم ہرگز نہیں۔ جب تک تین مرتبہ اُونٹوں کا نام نہ نکلے چنانچہ تین مرتبہ پھر قرعہ ڈالا، نام اُونٹوں ہی کا نکلا تو حضرت عبدالمطلب نے بیٹے کے بدلے فدیے میں سو (۱۰۰) اُونٹ قربانی کر کے اپنی منت پوری کر دی۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف: ''سیرۃ حبیب کبریا ﷺ'' میں)۔

آخری گزارش

کعبہ شریف کے متعلق واقعات و دیگر نوادرات کا سلسلہ طویل ہے۔ تعمیر اوّل سے لے کر تا حال کیسے عجائب و غرائب ہوئے سب کو جمع کیا جائے تو کئی جلدیں تیار ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ اتنا ہی قبول فرمائے تو بیڑا پار ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ